PTA سے غیر منظور شدہ موبائل دھوکے سے بیچ دیا تو واپسی کا حکم

ریفرنس نمبر:Lar-9775 تاریخ:30-06-2020

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ زید نے بکر کو 50 ہزار کا موبائل بیچا، یہ ظاہر کر کے کہ یہ PTA سے منظور شدہ ہے، جبکہ وہ منظور شدہ نہیں تھا۔ چند دن بعد وہ موبائل PTA کی طرف سے بند کر دیا گیا۔ اب رجسٹرڈ کروانے کے لیے 15 سے 20 ہزار روپے لگیں گے، جو موبائل رجسٹرڈ نہ ہو وہ رجسٹرڈ شدہ کے مقابلے میں تقریباً آدھی قیمت میں مل جاتا ہے۔ لہٰذا زید نے غلط بیانی کر کے بکر سے تقریباً 20 ہزار روپے زیادہ لیے ہیں، اب معلوم یہ کرنا ہے کہ اس بنیاد پر بکر زید کو موبائل واپس کر سکتا ہے یا نہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

دریافت کی گئی صورت میں بکر، زید کو موبائل واپس کرنے کا حق رکھتا ہے اور زید اس کے مطالبے پر انکار نہیں کر سکتا، اس پر لازم ہے کہ اس کا مطالبہ قبول کرتے ہوئے، موبائل واپس لے لے اور مکمل پیسے واپس کر دے۔

تفصیل میں چند باتوں کا سمجھنا ضروری ہے:

(1) موبائل کا PTA سے منظور شدہ (رجسٹرڈ) نہ ہونا عیب ہے کہ اس وجہ سے تاجروں کے نزدیک موبائل کی قیمت کم ہو جاتی ہے اور جو چیز عرفِ تجار میں قیمت کی کمی کا سبب ہو، اگرچہ اس کی وجہ سے نفسِ چیز یا اس کے منافع میں کمی واقع نہ ہو، تو وہ شرعاً عیب کہلاتی ہے۔ مثلاً مکان یا زمین خریدی لوگ اُسے منحوس کہتے ہیں، واپس کر سکتا ہے، اگرچہ اس قسم کے خیالات کا اعتبار نہیں اور مکان کے عین و منافع میں بھی کوئی کمی واقع نہیں ہوئی، مگر چونکہ لوگوں کے منحوس سمجھنے کی وجہ سے اس مکان کی قیمت کم ہو جائے گی اور آگے بیچنا چاہے گا، تو اس کے لینے والے نہیں ملیں گے، تو یہ ایک عیب ہے جس کی بنیاد پر مکان واپس کرنے کی فقہائے کرام اجازت دیتے ہیں۔ جبکہ جو موبائل PTA سے منظور شدہ نہ ہو، عرفِ تجار میں اس کی قیمت میں کمی اور لوگوں کے اس کی خریداری کی طرف رغبت کم ہونے کے ساتھ ساتھ یہ بھی ہے کہ موبائل بند ہو گیا تو پھر اس سے منفعت اٹھانا، ممکن ہی نہیں رہے گا، جب تک رجسٹرڈ نہ کروا لے، لہٰذا یہ بدرجہ اولیٰ بڑا عیب شمار ہو گا۔

اس کی نظیر یہ مسئلہ بھی بن سکتا ہے کہ جائیداد خریدی، اس شرط کے ساتھ کہ اس پر حکومت کا ٹیکس نہیں ہے، خریدنے

کے بعد معلوم ہوا کہ اس پر ٹیکس ہے، تو یہ ایک عیب ہے جس کی بنیاد پر خریدار چیز واپس کر سکتا ہے۔

اگر یہ کہا جائے کہ منظور شدہ ہونا ایک وصف مرغوب ہے، اس کا نہ ہونا عیب نہیں، تو جوابا عرض ہے کہ یہ محض وصف نہیں ہے کہ وصف ختم ہونے سے چیز کے منافع معطل (ختم) نہیں ہو جاتے، جبکہ یہاں پر رجسٹرڈ نہ ہونے کی وجہ سے اس چیز کے منافع ہی معطل ہو جاتے ہیں، جبکہ فقہائے کرام نے جو چیز منافع معطل ہونے کا سبب ہو، اس کو بھی عیب شمار کیا ہے، جیسا کہ غلام خریدا جو عورتوں کے پیچھے گھومنے کا عادی ہے تو فقہاء نے اسے عیب شمار کیا ہے، کیونکہ اس کی یہ عادت اس کے منافع معطل ہونے کا سبب بنے گی، البتہ اگر یہی مان لیا جائے کہ رجسٹرڈ ہونا وصف مرغوب ہے تو بھی صورت مسئولہ میں موبائل واپس کرنے کا حق خریدار کو ملے گا کہ وصف مرغوب کی شرط کے ساتھ چیز خریدی ہو اور بعد میں اس کے خلاف نکلے، تو یہ بھی عیب کے ہی درجے میں ہے، جس کی وجہ سے چیز واپس کرنے کا اسے اختیار دیا جاتا ہے۔

(2) بالفرض PTA سے منظور شدہ ہونا نہ وصف مرغوب مانیں اور نہ ہی غیر منظور شدہ کو عیب مانا جائے تو بھی بکر کو موبائل واپس کرنے کا حق ہو گا کہ زید نے غلط بیانی کر کے دھوکا دیا اور موبائل اتنا مہنگا بیچ دیا جو قیمت لگانے والوں کے اندازے سے باہر ہے تو یہ دھوکے سے غبن فاحش کے ساتھ بیچنا ہوا اور جب کوئی دھوکا دے کر اپنی چیز غبن فاحش کے ساتھ بیچ دے تو خریدنے والا چیز واپس کر سکتا ہے اور یہ تنہا بیع کو فسخ کر سکتا ہے۔

اب تقریر سابق کی ترتیب کے مطابق نمبر وائز جزئیات ملاحظہ کیجئے۔

(1) فتاوی عالمگیری میں عیب کی تعریف بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: "قال القدوری في كتابه: كل ما يوجب نقصانا في الثمن في عادة التجار فهو عيب وذكر شيخ الإسلام خواهرزاده: ان ما يوجب نقصانا في العين من حيث المشاهدة والعيان كالشلل في اطراف الحيوان، والهشم في الاواني او يوجب نقصانا في منافع العين فهو عيب **وما لا يوجب نقصانا فيهما يعتبر فيه عرف الناس ان عدوه عيبا كان عيبا والا لا هكذا في المحيط**" یعنی امام قدوری نے اپنی کتاب میں فرمایا کہ ہر وہ چیز جو عادتِ تجار میں ثمن میں کمی کا سبب ہو، تو وہ عیب ہے اور شیخ الاسلام خواہر زادہ نے بیان کیا کہ ہر وہ چیز جو دیکھنے میں عین کے اندر نقصان کو لازم کرے جیسا کہ حیوان کے اعضاء کا بیکار ہونا اور برتنوں کا ٹوٹا ہوا ہونا، یا پھر عین کے منافع میں نقصان کا سبب ہو تو وہ عیب ہے **اور جو ان دونوں میں نقصان کا سبب نہ ہو، تو اس میں لوگوں کے عرف کو دیکھا جائے گا، اگر لوگ اس کو عیب شمار کرتے ہیں، تو وہ عیب ہو گا، ورنہ نہیں**، ایسے ہی محیط برہانی میں ہے۔ **(فتاوی عالمگیری، کتاب البیوع، جلد3، صفحہ72، مطبوعہ کراچی)**

در مختار میں ہے: "لو ظهر أن الدار مشئومة ينبغي أن يتمكن من الرد، لأن الناس لا يرغبون فيها" یعنی مکان

خریدنے کے بعد اگر ظاہر ہوا کہ لوگ اس مکان کو منحوس سمجھتے ہیں، تو مکان واپس کرنے کا اختیار ہونا چاہیے، کیونکہ لوگ ایسے مکان کی طرف راغب نہیں ہوتے۔

اس کے تحت رد المحتار میں ہے:" (قوله ينبغي أن يتمكن من الرد إلخ) أقره في البحر والنهر. وفي الولوالجية: والهتوع عيب، وهو مأخوذ من الهتعة، وهي دائرة بيضاء تكون في صدر الحيوان إلى جانب نحره يتشاءم به فيوجب نقصانا في الثمن بسبب تشاؤم الناس." یعنی: مکان واپس کرنے کا اختیار ہونا چاہیے الخ اس مسئلے کو بحر اور نہر میں یوں ہی بر قرار رکھا اور والوالجیہ میں فرمایا: ہتوع عیب ہے اور یہ ہتعۃ سے ماخوذ ہے اور اس سے مراد وہ سفید دائرہ ہے جو حیوان کے گلے کی جانب سینے میں ہوتا ہے، لوگ اس کو منحوس سمجھتے ہیں اور لوگوں کے منحوس سمجھنے کے سبب جانور کی قیمت کم ہو جاتی ہے۔ **(رد المحتار مع الدر المختار، کتاب البیوع، باب خیار العیب، جلد7، صفحہ181، مطبوعہ کوئٹہ)**

بہار شریعت میں ہے:" مکان یا زمین خریدی لوگ اُسے منحوس کہتے ہیں واپس کر سکتا ہے، کیونکہ اگرچہ اس قسم کے خیالات کا اعتبار نہیں مگر بیچنا چاہے گا، تو اس کے لینے والے نہیں ملیں گے اور یہ ایک عیب ہے۔"
(بہار شریعت، جلد2، حصہ11، صفحہ681، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

درر الحکام شرح مجلۃ الاحکام میں ہے:" إذا اشترى عرصة على أن ضريبة الأملاک التي تأخذها الحكومة عنها مائة قرش فظهر أن ضريبتها أكثر من ذلک فإذا عد ذلک عيبا عند التجار فللمشتري ردها بخيار العيب. ثالثا: إذا اشترى عقارا على كونه لا ضريبة عليه فظهر بعد الشراء أن عليه ضريبة فللمشتري الخيار بين أن يأخذه مع ضريبته بجميع الثمن المسمى وبين أن يرده" یعنی کسی نے خالی جگہ خریدی، اس شرط پر کہ اس پر ملک کا ٹیکس جو حکومت لیتی ہے، سو قرش ہو، پھر ظاہر یہ ہوا کہ اس کا ٹیکس اس سے زیادہ ہے، تو چونکہ یہ تجار کے نزدیک عیب شمار کیا جاتا ہے، لہٰذا خیار عیب کی وجہ سے چیز واپس کرنے کا خریدار کو اختیار ہے اور اگر زمین خریدی اس شرط پر کہ اس پر کوئی ٹیکس نہیں ہے، پھر خریداری کے بعد معلوم ہوا کہ اس پر ٹیکس ہے، تو خریدار کو اختیار ہے کہ جمیع ثمن کے ساتھ وہ زمین لے لے یا وہ زمین اسے واپس کر دے۔ **(درر الحکام شرح مجلۃ الاحکام، جلد1، صفحہ344، دار الجیل)**

بدائع الصنائع میں ہے:" وصار اتباع النساء عادة له، فيكون عيبا فيه أيضا، لأنه يوجب تعطيل منافعه على المولى " یعنی عورتوں کے پیچھے گھومنا غلام کی عادت ہو، تو یہ بھی اس میں عیب ہو گا کیونکہ یہ آقا کے غلام سے وابستہ منافع، معطل کرنے کو لازم ہے۔ **(بدائع الصنائع، جلد5، صفحہ274، دار الکتب العلمیہ)**

بنایہ شرح ہدایہ میں ہے:" (وصفا مرغوبا فيه كوصف السلامة) ش: أي كوصف سلامة المبيع. فإذا فات الوصف المرغوب فيه بظهور الخيانة كان بمنزلة العيب م: (فيتخير بفواته) ش: كما لو وجد المبيع

معیبا"یعنی وصف مرغوب اس میں مبیع کے سلامت ہونے کے وصف کی مانند ہے، پس جب مبیع میں وصف مرغوب خیانت کی وجہ سے فوت ہو، تو یہ عیب کے درجے میں ہو گا، اس کے فوت ہونے کی وجہ سے خریدار کو ایسے ہی اختیار دیا جائے گا، جیسا کہ اگر مبیع کو وہ عیب دار پائے، تو اختیار ملتا ہے۔ **(البنایہ شرح الھدایۃ، جلد8، صفحہ236، دار الکتب العلمیہ)**

رد المحتار میں ہے: "لأن الوصف المرغوب بمنزلة جزء من المبيع فيقابله جزء من الثمن حيث كان الوصف مشروطا، فإذا فات يسقط ما يقابله كخيار العيب" یعنی: کیونکہ وصف مرغوب جب مشروط ہو، تو یہ مبیع کے جز کے درجے میں ہے کہ جہاں وصف مرغوب مشروط ہو وہاں ثمن کا جز اس کے مقابل ہوتا ہے، پس جب یہ وصف فوت ہو گا تو اس کے مقابل ثمن بھی ساقط ہو گا، جیسا کہ خیار عیب میں ہوتا ہے۔ **(رد المحتار، جلد4، صفحہ581، دار الفکر، بیروت)**

کتاب الاصل میں امام محمد علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: "وإذا اشترى الرجل خادما على أنها خراسانية فوجدها سندية كان له أن يردها وكان هذا عندي بمنزلة العيب" یعنی: جب کسی شخص نے خادم خریدا اس شرط کے ساتھ کہ خراسانی ہو پھر خریداری کے بعد اسے سندی پایا تو خریدار کو اختیار ہو گا کہ غلام اسے واپس کر دے اور میرے نزدیک یہ عیب کے درجے میں ہے۔ **(کتاب الاصل، جلد5، صفحہ115، ادارۃ القرآن، کراچی)**

علامہ سرخسی علیہ الرحمۃ اس مسئلے کے تحت اس کے عیب ہونے کی علت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: "لأن الخراسانيات أكثر مالية من السنديات فإنما فات زيادة صفة مشروطة وذلك بمنزلة العيب في إثبات حق الرد" کیونکہ خراسانی غلام، سندی سے مالیت میں زیادہ ہوتے ہیں تو صفتِ مشروطہ کی زیادتی فوت ہوئی ہے اور یہ حقِ رد ثابت کرنے میں عیب کے درجے میں ہے۔ **(المبسوط للسرخسی، جلد13، صفحہ38، دار المعرفہ، بیروت)**

فتاوی قاضی خان، فتاوی ہندیہ اور جد الممتار میں ہے (والنظم للآخر): "وقد ذكر في "الهندية" عن "الخانية" في مسألة شراء الفضة على أنها زخم دار، فإذا هي غير زخم دار؛ أن فوات المشروط بمنزلة العيب فيتخير." یعنی بے شک ہندیہ میں قاضی خان سے نقل کیا، چاندی خریدی اس شرط پر کہ زخمدار ہو جبکہ وہ زخمدار نہیں تھی تو مشروط کا فوت ہونا عیب کے درجے میں ہے پس (چیز واپس کرنے کا) اسے اختیار دیا جائے گا۔

(جد الممتار، جلد6، صفحہ55، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

فتاوی ہندیہ اور فتاوی قاضی خان میں ہے: "رجل اشترى نقرة على أنها زخمدار فقبضها فإذا بها لم تكن زخمدار كان له أن يردها لأن فوات المشروط بمنزلة العيب۔"

(فتاوی قاضی خان، جلد2، صفحہ203، مطبوعہ کوئٹہ)

(2) کسی نے دھوکا دے کر غبن فاحش سے چیز بیچ دی، تو خریدنے والا چیز واپس کر سکتا ہے، چنانچہ عقود الدریہ میں ہے: "(سئل) في رجل اشترى من آخر نصف فرس ذكر البائع أنها معتقية الجنس وهو جنس مشهور بالجودة بثمن معلوم.. ثم ظهر أنها من جنس آخر ولا تساوي هذا الثمن وبين الثمنين تفاوت فاحش ويريد ردها بعد ثبوت ما ذكر بالوجه الشرعي فهل له ذلک؟ سوال: ایک شخص نے دوسرے سے اُس گھوڑے کا نصف خریدا، جس کے بارے بائع نے بتایا کہ یہ معتقیۃ الجنس کا ہے اور یہ جنس ثمن معلوم کے ساتھ عمدگی میں مشہور ہے، پھر معلوم ہوا کہ یہ گھوڑا دوسری جنس کا ہے جس کی قیمت اتنی زیادہ نہیں ہوتی اور دونوں کی قیمتوں میں بہت زیادہ فرق ہے، اب جبکہ دلیل شرعی سے مذکورہ باتیں ثابت ہو چکی، تو مشتری چاہتا ہے کہ یہ گھوڑا واپس کر دے تو کیا اسے یہ اختیار ہے؟

(الجواب): نعم وأفتى بذلک العلامة الشيخ إسماعيل وفي فتاوى قارئ الهداية فيمن اشترى من آخر فرسا ذكر البائع أنها من نسل خيل فلان لفرس مشهورة بالجودة ثم تبين كذبه هل له الرد أم لا فأجاب إذا اشتراها بناء على ما وصف له بثمن لو لم يصفها بهذه الصفة لا تشترى بذلک الثمن والتفاوت بين الثمنين فاحش وهي لا تساوي ما اشتراها به له الرد إذا تبين خلاف ذلک. اهـ" جواب: جی ہاں اسے یہ اختیار ہے (وہ واپس کر سکتا ہے) علامہ شیخ اسماعیل نے یہی فتوی دیا اور فتاوی قاریٔ الہدایہ میں ہے، جس نے دوسرے سے ایسا گھوڑا خریدا جس کے بارے فروخت کرنے والے نے بتایا کہ یہ فلاں نسل کا گھوڑا ہے جو عمدگی میں مشہور ہے، پھر اس کا جھوٹ واضح ہو گیا، تو کیا مشتری گھوڑا واپس کر سکتا ہے یا نہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ جب اس نے یہ گھوڑا اس ثمن کا اسی وجہ سے خریدا جو اس کا وصف بیان کیا گیا کہ اگر اس گھوڑے کا یہ وصف بیان نہ کیا جاتا، تو اتنی زیادہ قیمت میں ہر گز نہ خریدتا اور دونوں قیمتوں میں فرق زیادہ ہے اور جتنے میں خریدا ہے یہ گھوڑا اس قیمت کا نہیں ہے، تو بائع (بیچنے والے) کے قول کے خلاف ظاہر ہونے کے بعد مشتری (خریدار) وہ گھوڑا واپس کر سکتا ہے۔ **(عقود الدریہ، جلد1، صفحہ260، دار المعرفہ)**

در مختار میں ہے: "وتجب في عقد مكروه وفاسد بحر. وفيما إذا غره البائع يسيرا نهر بحثا فلو فاحشا له الرد كما سيجيء" یعنی عقد مکروہ اور فاسد میں اقالہ واجب ہے، بحر۔ اور اس میں لازم ہے جب بائع غبن یسیر کے ساتھ دھوکا دے، نہر میں یہ بحث کے طور ذکر کیا اور اگر بائع نے اسے زیادہ دھوکا دیا ہو، تو خریدار چیز واپس کرنے کا حق رکھتا ہے، جیسا کہ ابھی آئے گا۔

اس کے تحت رد المحتار میں ہے: "(قوله: وفيما إذا غره البائع يسيرا إلخ) أصل البحث لصاحب البحر وضمن الشارح غره معنى غبنه والمعنى إذا غره غابنا له غبنا يسيرا: أي فإذا طلب منه المشتري الإقالة وجبت عليه رفعا للمعصية" یعنی (اقالہ اس میں لازم ہے جب بائع غبن یسیر کے ساتھ دھوکا دے۔۔ الخ) یہ اصل بحث

صاحب بحر کی ہے اور شارح نے غرہ میں غبن کا معنی ضمنا لیا ہے، معنی یہ ہے کہ جب بائع غبن یسیر کے ساتھ اسے دھوکا دے۔ یعنی اس صورت میں جب مشتری بائع سے اقالہ کا مطالبہ کرے، تو اس پر اقالہ کرنا واجب ہے تاکہ معصیت کا ازالہ ہو۔

(ردالمحتار مع الدر المختار، کتاب البیوع، باب الإقالة، جلد7، صفحہ346، مطبوعہ کوئٹہ)

شامی کی عبارت (إذا غرہ غابنا لہ غبنا یسیرا الخ) کے تحت تقریرات رافعی میں ہے: "موافق لما نقلہ السندی عن الرحمتی ان المراد یجب علی الغار منھما ان یجیب الیھا و لا یمتنع دفعا للمعصیۃ التی ارتکبھا و لا تجب علی المغرور لان لہ ان یرضی بضرر نفسہ" ترجمہ یہ اس کے موافق ہے جو علامہ سندی نے رحمتی سے نقل کیا ہے کہ مراد یہ ہے کہ دونوں میں سے دھوکا دینے والے پر واجب ہے کہ اقالہ کو قبول کرے اور اقالہ سے باز نہ رہے تاکہ اس معصیت کا ازالہ کر سکے جس کا اس نے ارتکاب کیا ہے اور جسے دھوکا دیا گیا اس پر واجب نہیں کیونکہ اسے اپنے ضرر پر راضی ہونے کا اختیار ہے۔ **(تقریرات رافعی علی ھامش "ردالمحتار"، ج7، ص346، کوئٹہ)**

بہار شریعت میں ہے: "کوئی چیز غبن فاحش کے ساتھ خریدی ہے، اس کی دو صورتیں ہیں دھوکا دیکر نقصان پہنچایا ہے یا نہیں اگر غبن فاحش کے ساتھ دھوکا بھی ہے تو واپس کر سکتا ہے ورنہ نہیں۔ غبن فاحش کا یہ مطلب ہے کہ اتنا ٹوٹا ہے جو مقومین کے اندازہ سے باہر ہو مثلاً ایک چیز دس روپے میں خریدی کوئی اس کی قیمت پانچ بتاتا ہے کوئی چھ کوئی سات تو یہ غبن فاحش ہے اور اگر اس کی قیمت کوئی آٹھ بتاتا کوئی نو کوئی دس تو غبن یسیر ہوتا۔"

(بہار شریعت، جلد2، حصہ11، صفحہ691، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

مزید بہار شریعت میں ہے: "بائع نے اگر مشتری سے کچھ زیادہ دام لے لیے اور مشتری اقالہ کرانا چاہتا ہے تو اقالہ کر دینا چاہیے اور اگر بہت زیادہ دھوکا دیا ہے تو اقالہ کی ضرورت نہیں تنہا مشتری بیع کو فسخ کر سکتا ہے۔"

(بہار شریعت، جلد2، حصہ11، صفحہ737، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم

کتبـــــــــــــــہ

المتخصص فی الفقہ الاسلامی

ابو صدیق محمد ابو بکر عطاری

08ذو القعدۃ الحرام1441ھ/30جون2020ء

دار الافتاء اھلسنت
المفتی
darulifta@dawateislami.net

الجواب صحیح

مفتی ابو الحسن محمد ھاشم خان عطاری

نوٹ: دار الافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دار الافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /darulifta ahlesunnat اور ویب سائٹ /www.daruliftaahlesunnat.net کے ذریعے کی جاسکتی ہے